ایما تولوا فثم وجه الله
الحمد للہ کہ رسالہ من تصنیف فاضل اجل مولوی محمد شاہ صاحب سلمہ
رسالہ وحدت
در اکمل المطابع دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتی ہین علمای دین و مفتیان شرع متین اس باب مین
کہ بعضی لوگ ان بزرگان دین کو یعنی مولانا جلال الدین رومی
اور مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ فرید الدین عطار اور شیخ اکبر محی الدین
ابن عربی اور شاہ عبد العزیز دہلوی کو کافر کہتی ہین اسلئی کہ یہ لوگ
مسئلہ وحدت وجود اور کلمہ ہمہ اوست کے قائل تہی اور مولوی شاہ
عبد العزیز اونکی تعریف خوان ہین جیسا کہ تفسیر عزیزی مین سورہ الم نشرح
کی بیان مین کہا و در نشئہ ہشتم عارفی کامل اسرار ذات و صفات
و افعال الہی را کہ در عالم منتشر و پراگندہ ماندہ و علوم بی نہایت را
بر زبان گوہر افشان خود الصلاح میکند و مردم این کار فتوحات مکیہ

در فصوص الحکم را از زبان او می نویسند ولہذا عجب بر میکنند
انتہی اور یہی شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ کی مکائد شیعہ میں
کہا کید سی و ششم آنکہ یکے دو بیت در اشعار کبرای سنیان الحاق
نمایند بمضمونی کہ صریح در تشیع باشد و مخالف مذہب اہل سنت
باشد بہمان وزن و قافیہ و لغت مصنوع سازند و گویند اہل سنت
بنا بر خفت و خجالت خود این ابیات را حذف نمودہ این ماجرا اکثر نسبت
مقبولان اہل سنت مثل شیخ فرید الدین عطار و شیخ اوحد و شمس الدین
تبریزی و حکیم سنائی و مولانا روم و حافظ شیرازی و حضرت خواجہ
قطب الدین دہلوی و امثال ایشان روداده باشعار امام شافعی نیز
قدمای ایشان سہ بیت الحاق کردہ اند انتہی بلکہ مسئلہ وحدت وجود کے
یہی قائل تہی جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر کلام اونکا تفسیر عزیزی میں
یعنی تفسیر سورہ مزمل میں و عبارتہ ہذہ و از عجائب تغیرات آنست کہ
بعضی از صوفیان قول ثقیل را بہ مسئلہ توحید وجودی تفسیر کردہ اند
کہ فہمیدن آن بر عوام نہایت دشوار است و گفتہ اند ہو طور ورا
طور العقل انتہی اور جو ان بزرگان دین کو مسلمان جانے او سکو بہی

کافر کہتی ہین حکم ان منکرین کا کیا ہی بینوا توجروا فقط

جواب

حکم انکا موقوف ہی اسپر کہ مسئلہ وحدت وجود کا ایا کفر ہی یا نہین
پس ضرور ہوا اولا بیان مسئلہ وحدت وجود کا توکہ معلوم ہو اور واضح
ہو اوس سے حکم منکرین کا جانا چاہئی کہ وحدت وجود جو مفہوم ہی
عبارات ائمہ اس مسئلہ کیسی اوسکی معنی یہہ ہین کہ وجود جہانین واحد
ہی کہ نام اوسکا واجب الوجود ہی اور ماسوا اسکے واجب الوجود کے
عکوس ہین کہ نام انکا ممکن الوجود ہی بیان اسکا یہہ ہی کہ واجب
الوجود کی لئی پانچ تنزلات ہین کہ اوسکو اصطلاح صوفیہ مین تنزلات
خمسہ کہتی ہین تعین اول مسمی بوحدت ہی اور تعین ثانی مسمے
بواحدیت اور تعین ثالث مسمی بتعین روحی اور تعین رابع مسمی تعین
مثالی اور تعین خامس مسمی بہ تعین جسدی اور تعین اول کہ مسمے بوحدت کے
عبارت ہے علم اجمالی سی اور تعین ثانی کہ مسمے بواحدیت ہی عبارت ہی علم
تفصیلی سی اور اس تعین ثانی کو اعیان ثابتہ اور حقایق ممکنات
کہتی ہین یعنی یہہ تعین ثانی کہ عبارت ہی علم تفصیلی سی حقایق

ممکنات ہی اور تعینات ثلثہ باقیہ عبارت ہین عکوس ان حقایق
اور اعیان ثابتہ سے اور ان دو نو تعین یعنی تعین اول و تعین
ثانی کو مرتبہ وجوب مین ثابت کرتی ہین کیونکہ وہ عبارت ہین علم سے
اور ان تعینات ثلثہ باقیہ کو تعینات خارجیہ کہتی ہین کیونکہ وہ عبارت
ہین عکوس سے نہ عبارت ذات واجب سے اور نہ عبارت علم واجب سے
اور ان تعینات ثلثہ خارجیہ یعنی تعین روحی اور تعین مثالی اور تعین جسدی کو
مرتبہ امکان مین ثابت کرتی ہین کیونکہ وہ عبارت ہین عکوس سے نہ
عبارت ذات اور علم سے اور ان تعینات خارجیہ امکانیہ کو محل ترتب
آثار اور محل تکلیف احکام ثواب اور عذاب کا جانتی ہین نہ اعیان
ثابتہ کو کیونکہ وہ اعیان ثابتہ عبارت ہین علم سے جدا نہین ہین
ذات واجب سے بخلاف تعینات خارجیہ امکانیہ کی کیونکہ وہ عبارت
علم اور ذات واجب سے نہین ہین بلکہ وہ عبارت ہین عکوس سے
اور کلمہ ہمہ اوست کا باعتبار اعیان ثابتہ یعنی حقایق ممکنات کے ہی
کہ وہ صور علمیہ ہین نہ بہ معنی کہ یہہ جمیع موجودات خارجیہ عین واجب
تعالی کے ہین کیونکہ وہ تعینات خارجیہ کو مرتبہ امکان مین ثابت کرتے

ہین اور ذات واجب کو مع صفات مرتبہ وجوب مین ثابت کرتے
ہین اور بیان اس اجمال کا یہہ ہی کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کہ پیران پیر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب اور معاصر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی ہین اپنی مکتوبات
مین بیان فرماتی ہین بطریق نقل کی ائمہ اور تابعان ائمہ اس مسئلہ کی
وعبارتہ ہذہ واکثر صوفیہ علی الخصوص متاخران ایشان ممکن را عین
واجب تعالی دانستہ اند وصفات وافعال آنہا عین صفات وافعال واجب تعالی
انگاشتہ میگویند واللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست ومقتدائے ایشان
درین باب کشف وشہود ست ودرین امر آنچہ برین فقیر ظاہر ساختہ تفصیل
نماید اول مذہب شیخ محی الدین بن عربی کہ امام ومقتدائے متاخران
صوفیہ است درین مسئلہ بیان میکند وبعد ازان آنچہ مکشوف گشتہ است
در تحریر می آرد تا فرق درمیان ہر دو مذہب بروجہ اتم حاصل گردد
شیخ محی الدین بن عربی وتابعان او میفرمایند کہ اسما وصفات واجب تعالی
عین ذات تعالی اند وہمچنین عین یکدیگر نیز اند مثلا علم وقدرت چنانچہ
عین ذات اند عین یکدیگر نیز اند پس در آن موطن ہیچ اسم ورسم

تعدد و تکثر نباشد و تمایز و تباین نبود نهایت ما فی الباب آن اسما
و صفات و شیون و اعتبارات در حضرت علم تباین و تمایز پیدا کرده اند
اجمالا و تفصیلا اگر تمیز اجمالیست معبر به تعین اول ست و اگر تفصیلیست
مسمی به تعین ثانیست و تعین اول را وحدت می نامند و آنرا حقیقت
محمدی میدانند و تعین ثانی را احدیت میگویند و حقایق سایر ممکنات
می انگارند و این حقایق ممکنات را اعیان ثابته میدانند و این دو
تعین علمی که وحدت و احدیت اند در مرتبه وجوب اثبات مینماید
و میگویند که این اعیان ثابته بوئی از وجود خارجی نیافته اند و در خارج
غیر از احدیت هیچ موجودی نیست و این کثرتیکه در خارج می نماید
عکس آن اعیان ثابته است و ثواب و عذاب ابدی بر آن مرتب
باشد و این کثرتیکه در خارج نمودی پیدا کرده است بسه قسم منقسم
است قسم اول تعین روحی ست و قسم دوم تعین مثالی و قسم
سوم تعین جسدی که بشهادت تعلق دارد و این تعینات را تعینات
خارجیه میگویند و در مرتبه امکان اثبات می نمایند و تنزلات خمسه
عبارت ازین تعینات پنجگانه است و چون در علم و خارج غیر از

ذات واجب تعالیٰ وغیر از اسما و صفات واجبی کہ عین ذات اند نزد ایشان ثابت نشدہ است و صور علمیہ را عین فی صورت دانستہ اند تشبیہ آن و ہمچنین صور منعکسہ اعیان ثابتہ را عین آن اعیان تصور کردہ اند بمثال آن ناچار حکم باتحاد نمودہ اند و ہمہ اوست گفتہ اند این است بیان مذہب شیخ محی الدین در مسئلہ وحدت وجود بوجہ اجمالی انتہی کلام الربانی **اقول** قول او ہمچنین صور منعکسہ را عین آن اعیان ثابتہ تصور کردہ اند باین طور کہ صورت اس زید کی عین اور مطابق صورت اوس زید کی ہی کہ اعیان ثابتہ یعنی حقایق ممکنات یعنی صور علمیہ میں ہی اور صورت اس بکر کی عین اور مطابق اوس بکر کی ہی اور اسیطرح صور جمیع موجودات خارجیہ کی عین و مطابق اعیان ثابتہ کی ہین نہ بہ معنی کہ یہہ موجودات خارجیہ اور اعیان ثابتہ شی واحد اور متحد ہین کیونکہ موجودات خارجیہ نزدیک اونکی مرتبہ امکان میں ہین اور اعیان ثابتہ مرتبہ وجوب میں ہین جیسا کہ اوپر گذرا پس کلام امام ربانی مجدد الف ثانی کی صحیح ہی چند امور میں اول یہہ کہ مذہب جمہور صوفیہ متقدمین کا خاص کر صوفیہ متاخرین کا مسئلہ وحدت

وجود اور کلمہ ہمہ اوست کا ہی جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول اونکا
واکثر صوفیہ علی الخصوص متاخران ایشان ممکن را عین وجب تعالے
دانستہ اند وصفات وافعال آنرا عین صفات وافعال او تعالی ہی از نکا
میگویند واللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست اور دوسرا یہہ کہ نزدیک صوفیہ
کی تنزلات خمسہ عبارت ہین ان تعینات پنجگانہ سی تعین اول عبارت
ہی علم اجمالی سی کہ معبر بوحدت ہی اور تعین ثانی عبارت ہی علم تفصیلے
سی کہ مسمی باحدیت ہی اور حقایق ممکنات عبارت ہین تعین ثانیسی
یعنی صور علمیہ سی اور اعیان ثابتہ ان حقایق ممکنات کو کہتی ہین پس
اعیان ثابتہ اور حقایق ممکنات عبارت تعین ثانیسی یعنی صور علمیہ سی
ہوئی اور تعین ثالث تعین روحی ہی اور تعین رابع تعین مثالی ہے
اور تعین خامس تعین جسدی ہی جیسا کہ یہہ سب مذکور ہی کلام ربانے
مین بالتصریح اور تیسرا یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی تعین اول و تعین ثانی
رتبہ وجوب مین ہی اور تعینات ثلثہ باقیہ مرتبہ امکان مین ہین جیسا کہ
یہہ بہی کلام امام ربانی مین بالتصریح مذکور ہی اور چوتہا یہہ کہ نزدیک
صوفیہ کی حقایق ممکنات اور اعیان ثابتہ شئی واحد ہین یہہ حقایق

یعنی اعیان ثابتہ عبارت تعین ثانی ہین جیسا کہ دال ہی اسپر قول
حضرت مجدد کا وتعین ثانی را احدیت میگویند وحقایق سایر ممکنات
می انگارند واین حقایق ممکنات را اعیان ثابتہ میگویند آور پانچوان
یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی اعیان ثابتہ خارج مین موجود نہین او ر تعینات ثلثہ
ہا تیہ امکانیہ خارج مین نمودار ہین جیسا کہ دال ہی اسپر قول حضرت ربانیکا
و میگویند این اعیان ثابتہ بوئی از وجود خارجی نیافتہ اند واین کثرتیکہ
در خارج نماید عکس آن اعیان ثابتہ است وثواب وعذاب ابدی بران مترتب
باشد واین کثرتیکہ در خارج نمودی پیدا کردہ است بسہ قسم منقسم است قسم
اول تعین روحی ست وقسم دوم تعین مثالی وقسم سوم تعین جسدی واین
سہ تعینات را تعینات خارجیہ میگویند ودر مرتبہ امکان ثابت مینمایند
اور چھٹا یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی محل آثار اور احکام تکلیفیہ کا یہہ معکوس خارجیہ
امکانیہ ہین نہ اعیان ثابتہ جیسا کہ دال ہی اسپر قول انکا واین کثرتیکہ
در خارج مینماید عکس آن اعیان ثابتہ است وثواب وعذاب ابدی بران
مرتب باشد اور ساتوان یہہ کہ نزدیک صوفیہ کی یہہ تعینات ثلثہ خارجیہ
امکانیہ یعنی یہہ موجودات خارجیہ امکانیہ معکوس اعیان ثابتہ کی ہین اور عیان

ثابتہ عبارت صور علمیہ سی یعنی تعین ثانیسی یعنی علم التفصیلی سی ہین جیسا کہ
یہہ بہی کلام ربانی مین بالتصریح مذکور ہی اور علم اور موصوف متحد ہین
بحسب الوجود کی یعنی وجود علم کا وہی وجود موصوف کا ہی نہ علیحدہ پس
وجود حقیقی واحد ہوا نہ متعدد اور آٹہوان یہہ کہ معنی مسئلہ وحدت وجود اور
کلمہ ہمہ اوست کے امام ربانی نے نقل کئی ہین اُنہ اس مسئلہ کیسی اور تابعان
اونکی سی جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول حضرت ربانیکا کہ شیخ محی الدین
ابن عربی و تابعان او میفرمایند الخ حاصل ان معنی کا یہہ ہی کہ نزدیک
صوفیہ کی یہہ موجودات خارجیہ امکانیہ عکوس اعیان ثابتہ کی ہین اور
اعیان ثابتہ عبارت صور علمیہ سی اور صور علمیہ عبارت ہین علم التفصیلی
سی اور علم نہ عین ذات تعالے کا ہی بحسب المفہوم اور نہ غیر اوسکا بحسب الوجود
پس صحیح ہوا حمل لان الحمل ہو اتحاد المتغایرین فی المفہوم بحسب الوجود
کقولنا زید قائم چنانچہ خود مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ نی جو ائمہ
اس مسئلہ کیسی ہی تصریح کی ہی ساتہہ بعینہ انہین معنی کی اپنی کتاب
لوائح مین اور فرمایا ایک لائحہ مین صفات تعالے غیر ذات اند من حیث العقل
و عین ذات اند من حیث التحقق و الحصول **شعر** از روی تعقل ہمہ غیر صفات

باذات تو از روی تحقیق ہمہ عین انتہی اسپر فرمایا لائحہ ذو سیرین حقیقت
ہر شی تعین وجود ست در حضرت علم باعتبار ثانی کہ آن مظہر اوست کہ
حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند و احکام و آثار ایشان در
ظاہر وجود پیدا زیرا کہ زوال صور علمیہ از باطن وجود محال ست والا جہل
لازم آید تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا و صفت باعتبار مفہوم غیر موصوف
ست و باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفہوم و اتحاد بحسب وجود
موجب صحت حمل **رباعی** ہمسایہ و ہمنشین و ہمراہ ہمہ اوست ؛ در دلق گدا
و اطلس شہ ہمہ اوست ؛ در انجمن فرق و نہانخانہ جمع ؛ باللہ ہمہ اوست
ثم باللہ ہمہ اوست ؛ انتہی پس صاف تصریح کی مولانا نے کہ حقایق یعنی
اعیان ثابتہ عبارت ہین علم سی باعتبار ثانیکی یعنی باعتبار تعین ثانی
کی یعنی علم تفصیلے سی اور اعیان ثابتہ یعنی حقایق وجود ظاہری کی
موجود نہین ہین جیسا کہ دال ہی اسپر قول اونکا حقیقت ہر شی تعین
وجود ست در حضرت علم باعتبار ثانی کہ آن مظہر اوست کہ حقایق
ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند انتہی اور تصریح کی کہ یہہ موجودات
خارجیہ عکوس اعیان ثابتہ کی ہین جیسا کہ دال ہی اسپر قول اونکا حقیقت

ہر شئ یتعین موجود است در حضرت علم باعتبار ثانی کہ آن مظہر اوست
انتہی یعنی تعین ثانی یعنی اعیان ثابتہ مظاہر اشیا کی ہین یعنی موجودات خارجی
عکوس اعیان ثابتہ کی ہین کہ وہ عبارت ہین تعین ثانیسے یعنی صور علمیہ سے
اور تصریح کی کہ آثار اور احکام تکلیفیہ مرتب موجودات ظاہریہ پر ہین نہ اعیان
ثابتہ پر اسواسطے کہ یہہ احکام مرتب ہین او پر وجود منفصل کی اور زوال اعیان
ثابتہ کا یعنی زوال صور علمیہ کا اور منفصل ہونا اونکا وجود حق تعالیٰ سے محال ہے
والالزم الجہل تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا جیسا کہ دال ہے اوپر قول اونکا
واحکام وآثار الیشان در ظاہر وجود پیدا زیرا کہ زوال صور علمیہ از باطن
وجود محال ست والا جہل لازم آید تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا انتہی اور
انہین معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جناب شاہ عبد العزیز نے اپنی تفسیر عزیزی مین

وعبارتہ ہذہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہل اتی علی الانسان حین من الدہر
یعنی آیا گذشتہ است بر انسان وقتی از اوقات کہ لم یکن شیئا مذکورا نبود
چیزیکہ مذکور کردہ شود حاصل آنکہ نوع انسان در عالم موجود نبود بلکہ نام ونشان
او ہم بر زبان وا ذہان ملائکہ وجن جاری وساری نبود وجود ذہنی ووجود
لفظی ہم نداشت تا بوجود خارجی چہ رسد گویا چنین ارشاد شد کہ وقتی از

وقتا آن انسان وجود ذهنی و لفظی هم نداشت چه جای وجود خارجی
و تحقق انسان در علم الهی منافی این سلب مطلق نیست زیرا که علم الهی بالاتر
از ظرف ذهن است و هم چنین تحقق او در مرتبه شیون فی ابتداء و لما و در مرتبه اعیان
ثابته نیز منافی این سلب مطلق نیست زیرا که آنجا الفی وجود انفکاکیست و در آن
مرتبه وجود اتحادی داشت لهذا از حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی الله تعالی
عنه بروایت صحیحه مرویست که چون این آیت را از قاری می شنید می فرمودند
یا لیتها تمت یعنی ای کاش اینحالت تمام شود و از آن جا که سفر کرده ایم
هم آنجا باز رسیم و کثرت در وحدت متلاشی گردد و حباب آسا در دریای
بیپایان از آن نیست و نابود گردیم و علمای ظاهر این روایت را بر معنی دیگر
حمل کنند و گویند که مراد حضرت امیر المومنین آن بود که کاش همین حالت دایم
می ماند و انسان مخلوق نمی شد تا در ورطه خوف و رجا نمی افتاد و بار
تکلیف بر دوش او نمی نهاد لیکن بر عاقل پوشیده نیست که حکمتهای الهی
در خلقت انسان نصیب این قسم عرفای کاملین می باشد این آرزو از ایشان
هرگز متصور نیست انتهی کلام شاه عبد العزیز دهلوی اور تصریح کی مولانا نے باینطور
که معنی صحت حمل ہر او ست یہ ہیں نہ وہ معنی کہ جہال اور ناواقف لوگ طرف

صوفیہ کرام کی نسبت کرتی ہیں پس ثابت اور واضح ہوا مما ذکر ہی کہ مسئلہ
وحدت وجود اور ہمہ اوست کا موافق شرع شریف کی ہی نہ مخالف کیونکہ اس
کے بسیط حکی قباحت شرعیہ منصوص نہیں ہی پس معلوم ہوا اس ملّے کو ر ہی کہ مکفر ان
اکابر مذکورین فی الصدر کا بنا بر مسئلہ وحدت وجود کی مخطی محض ہی اور مکفر
مسلم پر اطلاق کفر کا حدیث شریف میں موجود ہی عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلعم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حاد علیہ
متفق علیہ وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق
ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری کذا فی
المشکوۃ پس اہل اسلام کو اس سے بچنا لابد ہی کیونکہ ایسا نہو کہ غیر کو کافر
بنانے خود آپ کافر ہو جاوے لہذا درمختار میں مذکور ہی کہ لا یفتی بتکفیر مسلم
مہما امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر انتہی لیکن مخفی نرہی کہ یہہ مسئلہ مثل جبر وقدر کے
نہایت مشکل ہی کہ عوام بلکہ خواص کے ذہن میں ہرگز نہیں آتا لہذا واجب ہی
نا اہل اور نا واقف پر کہ کبھی مطالعہ اور سماع ایسی مسائل مشکلہ سے اللہ اعلم وعلمہ احکم

تمت ہذہ الرسالۃ المؤلفہ للمولوی محمد شاہ محمد عبد العزیز توضیح دیکر

بدانکه شی بمعنی عام یعنی ما یمکن ان یخبر عنه بر سه چیز اطلاق کنند اول آنچه
وجود آن ضرورت دارد و بعدم آن استحاله لازم می آید دوم ممتنع که عدم آن ضرورت دارد و بوجود آن استحاله
لازم آید سوم ممکن که وجود و عدم آن هر دو برابر است و بعد تمهید این بیان میگوید محمد صالح قندهاری که ذات
واجب از تنزلات خمسه منزه است بدان که ذات من حیث انه ذات یعنی بقطع نظر از ملاحظات صفات که مرتبه احدیت است
باعتبار مرتبه علم که آن حقیقت محمدیست و ملاحظه صفت حدوث گویند تنزل اول است و چون این مرتبه
و مبدأ اسماء و صفات گشته تنزل ثانیست و این هر دو تنزل را واجب و قدیم گویند و چون
اسماء و صفات در ظهور خود حاجت بعالم روح دارد تنزل ثالث گشت و عالم مثال مانند
رویا که در خواب بینند برزخ در عالم ارواح و اجساد است تنزل رابع گردید و مرتبه
اجساد تنزل خامس است و این هر سه تنزل ممکن و حادث اند و حمل ایشان بر دو مرتبه
سابق الذکر نتوان کرد که موجب کفر است زیرا که در حمل مواطات اتحاد محمول با موضوع
خود شرط است و درین ماده مغایرت ذاتی دارند پس حمل چگونه صحیح خواهد بود بخلاف
حمل اشتقاقی که بواسطه ذو وله و فی باشد پس چون صوفیه کرام وجودیه نظر بر وجود واحد
تنزلات ثلثه ممکنه را مثل اظلال موجود بوجود ذی ظل میدانند و وجود مستقل نمی دارند پس میگویند که این
عین اوست باعتبار منشأ خود خلاصه آنکه ممکن حادث را دو وجود است اجمالی و تفصیلی پس ممکن بوجود اجمالی
که عبارت از منشأ شی است عین واجب است چنانچه صوفیه وجودیه گویند و وجود تفصیلی ممکنات